© rasailojaraid.com

بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب کسی ممنوعہ چیز مثلاً دریاں بچھانے اور میت کے اہل خانہ کی طرف سے کھانا کھلانے کا ارتکاب نہ ہو، کیونکہ ایسا اہتمام تو خوشی کے موقعوں پر کیا جاتا ہے۔'' اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ''اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ سوگواران اپنے گھر یا مسجد میں تین دنوں تک بیٹھے رہیں اور لوگ ان کے پاس آ کر انہیں صبر کی تلقین کریں۔ اور گھر کے دروازے پر بیٹھنا مکروہ ہے اور جیسے کہ غیر عرب علاقوں میں رائج ہے۔ دریاں وغیرہ بچھانا اور عام استعمال کے راستوں میں رہنا تو انتہائی قبیح حرکت ہے۔'' [عالمگیری ۱/۱۷۷] ان عبارتوں سے واضح ہوتا ہے کہ تعزیت کے لیے دروازوں کے باہر لوگوں کے اجتماع کا انتظام کرنا اور خورد ونوش یا سگریٹ، نسوار، پان وغیرہ سے ریفریشمنٹ کا تکلف کرنا قبیح ترین مکروہ اور شدید بدعت ہے۔ کیونکہ یہ جاہلانہ رسم ہے اور سلف صالحین میں ہرگز رائج نہ تھا۔ علاوہ بریں جو لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوئے ہوں، ان کے لیے تعزیت کا کوئی مسئلہ نہیں ہے؛ نمازِ جنازہ پڑھنے کی وجہ سے میت کا حق ادا ہوگیا۔ ☆ مگر کوئی بزرگ ہستی اور صاحب اثر شخصیت اہل میت کو صبر کی تلقین کرنے کی غرض سے دوبارہ حاضر ہو تو الگ بات ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

تعزیت کی احادیث: (۱) عبداللہ بن جعفر کو باپ کی شہادت پر تسلی دیتے ہوئے تین بار فرمایا: ''**اللّٰھم اخلف جعفراً فی أھله و بارک لعبد اللّٰه فی صفقة یمینه**'' ''اے اللہ جعفر کے گھر والوں کا جانشین ہو جا اور عبداللہ کی تجارت میں برکت عطا فرما۔'' [احمد ۱/۲۰۴ وصححه الالبانی]

(۲) رسول اللہ نے ﷺ اپنی بیٹی زینب کو کہلا بھیجا: ''**إن لِلّٰهِ ما أخذ وما أعطی و کل شيء عنده إلی أجل مسمی فلتصبر و لتحتسب**'' ''بیشک جو کچھ لے لیا اور جو کچھ دے دیا وہ سب اللہ ہی کا ہے اور اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے لہذا صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو۔'' [بخاری الجنائز باب ۳۲ ح ۱۲۸۴، مسلم الجنائز ح ۱۱، ۱۳]

(۳) ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر گھر جا کر ارشاد فرمایا: ''**اللّٰھم اغفر لأبی سلمة وارفع درجته فی المھدیین واخلفه فی عقبه فی الغابرین واغفر لنا وله یارب العالمین وافسح له فی قبره ونور له فیه**'' [مسلم الجنائز ۶/۲۲۳ ح ۷] ''اے اللہ ابو سلمہ کو معاف فرما اور ہدایت والوں میں اس کا درجہ بلند فرما، اور اس کے بعد رہ جانے والوں کو اس کا نعم البدل جانشین عطا فرما اور ہماری اور اس کی مغفرت فرما اور اس کی قبر کو کشادہ فرما، اسے اُس کے لیے روشن فرما دے۔'' (ابو محمد)

☆ جنازہ کے ساتھ جا کر نماز جنازہ پڑھنے اور تدفین کرنے سے میت کا حق واقعی ادا ہوگیا؛ لیکن تعزیت تو اس کے سوگواروں کا حق ہے: لہذا نماز جنازہ پڑھنے والوں کو تعزیت کر کے یہ فضیلت بھی حاصل کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم (ابو محمد عبدالوہاب خان)

© rasailojaraid.com

اصول تفسیر/قسط:۱

قرآن فہمی کے اصول

مولانا عبدالستار حماد میاں چنوں (خانیوال)

﴿کتب أنزلنه إلیک مبارک لیدبروا ایته ولیتذکر أولوا الألباب﴾ [صٓ ۲۹] ''جو کتاب ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے بڑی برکت والی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور وفکر کریں اور اہل عقل اس سے سبق حاصل کریں۔'' یہ قرآن اس اعتبار سے بڑا بابرکت ہے کہ وہ انسان کو اس کے انجام سے پوری طرح خبردار کرتا ہے اور دلائل سے بات سمجھاتا ہے، اخروی فلاح کے طریقے بتاتا ہے اور انسانی زندگی کے ہر پہلو میں اس کی راہنمائی کرتا ہے۔ اس کی پیروی میں انسان کا فائدہ ہی فائدہ ہے، اور نقصان کا کوئی احتمال نہیں۔ الغرض قرآن کریم نوع انسانی کے لیے مکمل ضابطہ حیات ہے۔

ہر دور میں مفسرین نے اپنے خصوصی ذوق اور ماحول کے مطابق اس کی خدمت کی، جس سے تفسیر اور اصول تفسیر کا دائرہ وسیع تر ہوگیا۔ تفسیر قرآن کے سلسلے میں مفسرین کا درج ذیل قول بہت جامع اور معنی خیز ہے: التفسیر إما بنقل ثابت أو رأی صائب وما سواهما فباطل۔ ''تفسیر قرآن ثابت شدہ روایت سے یا پھر درست فکر و فہم سے کی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ تفسیر قرآن کے جتنے بھی طریقے ہیں وہ محض باطل اور بے بنیاد ہیں۔'' [مقدمة فی اصول التفسیر]

علمائے تفسیر نے قرآن فہمی اور تفسیر بالماثور کے سلسلے میں عموماً پانچ چیزوں سے استفادہ کیا ہے اور دور حاضر میں بھی ان کی اہمیت میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ ہم عجمی لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ قرآن کا مطالعہ انہی بنیادی اصولوں کی روشنی میں کریں تاکہ قرآن فہمی کا دشوار راستہ آسان ہو جائے۔ وہ بنیادی امور حسب ذیل ہیں:

۱۔ تفسیر القرآن بالقرآن الکریم :

مفسرین کے ہاں مشہور قاعدہ ہے: ''قرآن کا ایک حصہ دوسرے کی وضاحت کرتا ہے۔'' لہٰذا قرآن فہمی کے لیے ضروری ہے کہ خود قرآن کریم سے ہی راہنمائی حاصل کی جائے۔ علمائے تفسیر نے قرآن فہمی کے لیے اسے بنیادی حیثیت دی ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں: ''صحیح ترین طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے تلاش کی جائے، کیونکہ قرآن میں ایک مقام پر اگر اجمال ہے تو دوسرے مقام پر اس کی تفصیل مذکور ہے، اسی طرح ایک مقام پر اگر اختصار ہے تو دوسرے مقام پر اسی مفہوم کو قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا گیا ہے۔'' [الفتاوی ۳۶۳/۱۳] حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں اس انداز کو اختیار کیا ہے، دور حاضر میں علامہ شنقیطیؒ کی تفسیر ''أضواء البیان'' میں خصوصاً یہی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ برصغیر کے علمائے تفسیر میں شیخ الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسریؒ وہ واحد عالم ہیں جنہوں نے تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن اس طرز پر لکھی ہے۔ یہ تفسیر اگرچہ مختصر ہے، تاہم موصوف کی یہ کوشش انتہائی قابل قدر ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رب ذوالجلال نے قرآن کریم کو ﴿کتاباً متشابهاً﴾ اور ’’مثانی‘‘ فرمایا ہے اور اسی تکرار کو ’’تصریف آیات‘‘ سے تعبیر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اللّٰه نزل أحسن الحديث كتٰبا متشٰبها مثاني﴾ [الزمر ۲۲] ’’اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل کیا جو ایسی کتاب ہے جس کے مضامین ملتے جلتے اور بار بار دہرائے جاتے ہیں۔‘‘

اب ہم قرآن کریم سے اس کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں:

{ا} مجمل کی وضاحت: اس کی دو اقسام ہیں:

(الف) **وضاحت متصل:** ﴿وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود﴾ [البقرہ ۱۸۷] حضرت عدیؓ بن حاتم نے اس آیت کو سن کر اپنے تکیہ کے نیچے سیاہ اور سفید دھاگہ رکھ لیا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سمجھایا اور ﴿من الفجر﴾ کی وضاحت نازل ہوئی جو آیت سے متصل ہے۔ دوسری مثال ﴿يٰأيها الذين اٰمنوا لا تتخذوا عدوي وعدوكم اولياء﴾ پر ﴿تلقون إليهم بالمودة﴾ [الممتحنة: ۱] کی وضاحت متصل ہے۔ اس نے اتخاذ اولیاء کی وضاحت کی ہے۔ تیسری مثال ﴿إن مثل عيسىٰ عند اللّٰه كمثل اٰدم﴾ پر وجہ شبہ کی وضاحت ﴿خلقه من تراب﴾ [آل عمران ۵۹] متصل ہے۔ چوتھی مثال ﴿لايستوى القاعدون ...... غير اولى الضرر﴾ [النساء ۹۵] متصل ہے۔

(ب) **وضاحت منفصل:** جیسے ﴿أحلت لكم بهيمة الأنعام إلا ما يتلىٰ عليكم﴾ [المآئدہ: ۱] پر ﴿حرمت عليكم الميتة ...... وماذبح على النصب﴾ [المآئدہ ۳] کی وضاحت منفصل ہے۔ ﴿لا تدركه الأبصار﴾ [الانعام: ۱] سے شبہ ہوتا تھا کہ شاید رؤیت باری تعالیٰ کی مطلق نفی مراد ہے، تو وضاحت ﴿وجوه يومئذ ناضرة ۝ إلى ربها ناظرة ۝﴾ [القیامۃ ۲۲-۲۳] کی وضاحت منفصل ہے۔ ﴿فتلقىٰ اٰدم من ربه كلمات﴾ [البقرۃ ۳۷] پر ﴿قالا ربنا ظلمنآ أنفسنا﴾ [الاعراف ۲۳] کی وضاحت منفصل ہے۔ ﴿يٰبني اسرائيل اذكروا نعمتي التي أنعمت عليكم وأوفوا بعهدي﴾ [البقرۃ ۴۰] پر ﴿لئن أقمتم الصلوٰة واٰتيتم الزكوٰة واٰمنتم برسلي وعزرتموهم وأقرضتم اللّٰه قرضاً حسناً لأكفرنّ عنكم سيّاٰتكم ولأدخلنكم جنّٰت تجرى من تحتها الأنهار﴾ [المآئدہ ۱۲] منفصل ہے۔ اس میں بنی اسرائیل کے وعدے اور اللہ کے وعدے کی وضاحت ہے۔ ﴿صراط الذين أنعمت عليهم﴾ [الفاتحۃ] پر ﴿من يطع اللّٰه والرسول فاولٰئك مع الذين أنعم اللّٰه عليهم من النبيين ......﴾ [النساء ۶۹] منفصل ہے۔ ﴿وتمت كلمة ربك الحسنىٰ على بني اسرآئيل بما صبروا﴾ [الاعراف ۱۳۷] اس کلمہ کی وضاحت ﴿ونريد أن نمن على الذين استضعفوا في الارض ونجعلهم أئمة ونجعلهم الوٰرثين ۝ ونمكن لهم الأرض﴾ [القصص ۵-۶] منفصل ہے ﴿كم تركوا من جنّٰت وعيون ۝ وزروع ومقام كريم ۝ ونعمة كانوا فيها فاكهين ۝ كذالك وأورثنٰه

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قوماً آخرين ۝﴾ [الدخان ۲۵-۲۸] اس کی وضاحت منفصل ہے ﴿فأخرجناهم من جنت وعيون ۝ وكنوز ومقام كريم ۝ كذلك وأورثناها بني اسرائيل ۝﴾ [الشعراء ٥٧-٥٩]

اسی طرح {۲} **تقیید مطلق:** ﴿ومن يكفر بالإيمان فقد حبط عمله﴾ [المائدة: ٥] یہاں حبوط عمل مطلق ہے، مقید ﴿ومن يرتدد منكم عن دينه فيمت وهو كافر فأولئك حبطت أعمالهم﴾ [البقرہ ٢١٧]

{۳} **تخصیص عام:** ﴿فانكحوا ما طاب لكم من النساء﴾ [النساء ٣] عام ہے ﴿حرمت عليكم أمهاتكم......﴾ [النساء ٤٢] سے اس کی تخصیص کی گئی ہے۔

{۴} **تفسیر لفظ بلفظ:** ﴿وأمطرنا عليهم حجارة من سجيل﴾ [هود ٨٢، الحجر ٧٤] کی تفسیر دوسرے لفظ سے ﴿لنرسل عليهم حجارة من طين﴾ [الذاريات ٣٣]

{۵} **تفسیر معنی بمعنی:** ﴿يومئذ يود الذين كفروا وعصوا الرسول لو تسوى بهم الأرض﴾ [النساء ٤٢] اس معنی کی تفسیر دوسرے معنی سے یوں ہے۔ ﴿ويقول الكافر يا ليتني كنتُ تراباً ۝﴾ [النبأ ٤٠]

۲۔ سنت سے قرآن کی تفسیر:

قرآن فہمی کے لیے سنت نبوی دوسرا اہم مرجع ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو شرعاً شارحِ قرآن کی حیثیت حاصل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وأنزلنا إليك الذكر لتبين للناس ما نزل إليهم﴾ محققین نے قرآن فہمی کے لیے سنت کو ضروری قرار دیا ہے؛ کیونکہ اس کے بغیر قرآن کی تفسیر میں غلطی کا شدید اندیشہ رہتا ہے۔ مثلاً ﴿قل من حرم زينة الله التي أخرج لعباده﴾ میں ہر قسم کی زینت کو حلال قرار دیا گیا ہے لیکن سنت نے بتایا کہ ''سونا اور ریشم مردوں پر حرام ہیں''۔ حافظ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں ''قرآن کی تفسیر قرآن سے نہ ملے تو سنت کی طرف رجوع کیا جائے؛ کیونکہ سنت قرآن کی شارح ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے'' مجھے قرآن اور اس کے مثل اور چیز یعنی سنت دی گئی ہے۔'' [مجموع الفتاوى ٣/٣٦٣ شيخ الاسلام ابن تيمية]

خصوصاً قرآن میں جس قدر آیاتِ احکام ہیں ان کی تفسیر وتوضیح میں سنت سے بے اعتنائی ناممکن ہے۔ لہٰذا قرآن کے اس حصے کی تفسیر کے لیے سنت کی طرف رجوع ناگزیر ہے۔ اب ہم اس اصل کی مثالوں سے وضاحت کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ خود قرآن کی تفسیر قرآن سے کرتے تھے۔ (۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب ﴿الذين آمنوا ولم يلبسوا إيمانهم بظلم﴾ [الانعام ۸۲] نازل ہوئی تو ہم نے کہا'' أينا لا يظلم نفسه؟'' آپ نے فرمایا ''ليس كما تقولون'' بلکہ ظلم سے مراد شرک ہے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت لقمان کا حوالہ دیا کہ اس نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا: ﴿لا تشرك بالله إن الشرك لظلم عظيم ۝﴾ [لقمان ١٣] اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرمایا'' لایدخل النار إن شاء اللہ من أصحاب الشجرۃ احد الذین بایعوا تحتھا '' حضرت حفصہ نے عرض کیا ﴿وإن منکم إلا واردھا﴾ اس کے معارض ہے۔ تو آپ ﷺ نے اس کا دوسرا حصہ تلاوت کیا: ﴿ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا جثیا۝﴾ [مریم ۷۲، مسلم فضائل الصحابۃ ح ۲۴۹۶]

بطور خاص کسی آیت کی تفسیر کرتے تھے۔ اس کی دو صورتیں ہیں:

(الف) پہلے تفسیر کرتے، پھر آیت کا حوالہ دیتے: مثلاً حدیث '' جس مال کی زکوۃ نہ دی جائے تو اس کے مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی جس کی دو زبانیں ہوں گی وہ انسان کو جکڑ لے گا اور کہے گا '' أنا مالک ، أنا کنزک '' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتاھم اللہ من فضلہ ھو خیراً لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیامۃ﴾ [آل عمران ۱۸۰]

(ب) پہلے آیت ذکر فرمائی پھر اس کی تفسیر کر دی۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿وأعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ﴾ پھر فرمایا '' ألا إن القوۃ الرمی ، ألا إن القوۃ الرمی ، ألا إن القوۃ الرمی ''

[مسلم الإمارۃ ح ۱۹۱۷]

تفسیر کے سلسلے میں صحابہ کرامؓ کے اشکال کو دور فرمایا۔ اس کی دو مثالیں پیش خدمت ہیں:

(الف) ﴿واخرین منھم لمّا یلحقوا بھم﴾ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: میں نے تین مرتبہ سوال کیا اس سے مراد کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا '' لو کان الإیمان عند الثریا لنالہ رجال من ھؤلاء. [بخاری التفسیر ح ۴۸۹۷]

(ب) آپ ﷺ نے فرمایا '' لیس أحد یحاسب إلاھلک '' حضرت عائشہؓ نے عرض کیا ﴿فأما من أوتی کتابہ بیمینہ فسوف یحاسب حسابا یسیرا۝﴾ [الانشقاق ۷-۸] آپ ﷺ نے فرمایا '' یہ محض پیشی ہے۔ '' پھر فرمایا '' ومن نوقش الحساب ھلک '' [بخاری التفسیر ح ۲۸۷۶]

بعض اوقات رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ سے کسی آیت کے متعلق سوال کرتے، پھر خود اس کی تفسیر کرتے۔ مثلاً جب سورۃ الکوثر نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اسے تلاوت فرما کر صحابہ کرامؓ سے پوچھا '' أتدرون ما الکوثر ؟ '' انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو فرمایا '' فإنہ نھر وعدنیہ ربی ، علیہ خیر کثیر وھو حوض ترد أمتی علیہ یوم القیامۃ۔ '' [مسلم الصلوۃ ۴۰۰]

بعض اوقات کسی آیت کی تفسیر میں صحابہ کرامؓ کا اختلاف ہوتا تو آپ ﷺ اسے حل کرتے اور فیصلہ فرماتے مثلاً

© rasailojaraid.com